بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نظرات

افسوس ہے ہماری بزم علم وفضل کی ایک اور شمع روشن بجھ گئی، یعنی ۲۳ رمئی کو مولانا سید فضل اللہ الگیلانی نے ۷۰ برس کی عمر میں علی گڑھ میں وفات پائی اور یونیورسٹی کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت مولانا محمد علی مونگیری رحمجن کا سلسلۂ نسب باپ کی طرف سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی تک پہونچتا ہے مولانا کے دادا تھے، والد یعنی مولوی احمد علی کا انتقال جوانی میں ہوگیا تھا جبکہ مولانا صرف سات برس کے تھے اس لئے دادا نے آپ کو تربیت میں لے لیا اور مونگیر میں رہ کر آپ نے علومِ دینیہ واسلامیہ کی تکمیل کی، بعض کتابوں کا درس مفتی عبداللطیف سے بھی لیا جو بعد میں آپ کے خسر بھی ہوگئے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد عثمانیہ یونیورسٹی حیدرآباد کے شعبۂ دینیات میں لیکچرر رہے۔ ۱۹۵۶ء یا ۱۹۵۵ء میں ریڈر اور صدر شعبہ کی حیثیت سے سبکدوش ہوئے۔ اس کے بعد آپ نے کاروبار شروع کردیا اور ملازمت کبھی نہیں کی۔

مولانا علم وعمل کے اعتبار سے سلف صالحین کا نمونہ تھے، استعداد نہایت پختہ مطالعہ بیحد وسیع اور نظر دقیق تھی۔ ان کو سب علوم سے یکساں مناسبت تھی، مطالعہ اور درس کے دھنی تھے، لکھتے کم تھے، مگر جب کبھی لکھا بہت خوب لکھا، چنانچہ امام بخاری کی کتاب ادب المفرد کی جو شرح دو جلدوں میں مرحوم نے لکھی اور مدینہ سے شائع ہوئی ہے۔ تحقیق ارتکام اور دقت نظر کا شاہکار ہے، اس کے علاوہ چند چھوٹے بڑے رسالے جو بعض جزئی مسائل پر لکھے گئے، ان میں بھی تحقیق کی یہی شان ہے، عملاً نہایت عابد و زاہد اور صاحب اوراد و وظائف

جماعت سے نماز ادا کرنے کا اہتمام سخت معذوری کی حالت میں بھی کرتے تھے، اخلاق و عادات کے اعتبار سے بڑے متواضع، خوش مزاج، باوضع اور قلندر منش انسان تھے۔ ضرورتمندوں کی مدد کرنے میں انہیں خوشی محسوس ہوتی تھی۔ برسوں سے دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے ممبر تھے اُس کے جلسوں میں پابندی سے شریک ہوتے اور کارروائی میں توجہ سے حصہ لیتے تھے، پندرہ سولہ برس سے حیدر آباد کی سکونت ترک کر کے مستقلاً علی گڑھ میں مقیم ہو گئے تھے جہاں ان کی دو صاحبزادیاں یونیورسٹی زنانہ کالج کے شعبۂ دینیات میں علی الترتیب ریڈر اور لیکچرر ہیں اور اپنے خاندانی روایات کو بوجوہ احسن قائم رکھے ہوئے ہیں۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ یہاں ان کی زندگی مکمل گوشہ نشینی کی تھی۔ مطالعہ اور درس ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ اس کے علاوہ کسی اور چیز سے کوئی سروکار نہ تھا۔ برہان کے بڑے قدردان تھے، شروع سے اس کے خریدار تھے اور بڑے شوق سے اس کا مطالعہ پابندی سے کرتے تھے، ان کی وفات علم و ادب، زہد و ورع اور حسن عمل و اخلاق کی دنیا کا عظیم حادثہ ہے۔ رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃً

---

۱۰ ؍ اور ۱۱ ؍ مئی کی درمیانی شب میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں جو واقعات پیش آئے اس میں شک نہیں وہ بیحد افسوسناک اور لائق مذمت ہیں، لیکن اس کو محض ایک اتفاقی واقعہ ہی سمجھنا چاہیئے جو کبھی دو حقیقی بھائیوں میں بھی کسی ایک بات پر اشتعال کے باعث پیش آجاتا ہے اور اس کی مستقل کوئی حیثیت نہیں ہوتی، ورنہ دنیا جانتی ہے کہ آزادی کے بعد سے اب تک ملک میں ہزاروں فرقہ وارانہ فسادات ہو چکے ہیں جن میں مسلمانوں کے نہایت شدید اور عظیم جانی و مالی نقصانات ہوئے ہیں، لیکن مسلم یونیورسٹی کی ہندو مسلم یکجہتی و یگانگت کی خوشگوار فضا کبھی ان فسادات سے متاثر نہیں ہوئی تھی۔ چند ماہ قبل علی گڑھ شہر میں سخت فساد ہو چکا ہے اس زمانہ میں یونیورسٹی اس فساد کے اثر سے کس طرح محفوظ رہی اور نہایت جانفشانی اور تندہی سے بلا امتیاز مذہب و ملت شہر میں